

اہل منطق کی واماندگیاں

(سلسلہ کے لئے دیکھئے ثقافت مئی ۶۳ء)

حدود سے متعلق گیارہ اعتراضات کی تفصیل

بہر حال حدود و تعریف کے سلسلہ میں جو فنی دشواریاں حائل ہیں ان کی وضاحت ہو چکی! اب یہ دیکھئے کہ اس سے متعلق علامہ نے جو گیارہ اعتراضات پیش کئے ہیں ان میں ان کی جدتِ فکر، جودِ طبع اور ذہانتِ علم کس درجہ نمایاں ہے۔ ہم ان اعتراضات کو ترتیب وار پیش کرتے ہیں۔

(۱) غیر بدیہی تصورات کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ ان کو صرف حدود ہی کے ذریعے فہم و فکر کی سطحوں کے قریب لایا جاسکتا ہے۔ منطقی پیرا یہ بیان میں یہ قضیہ سالبہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اس سلب کی تائید میں کیا دلیل پیش کی جائیگی۔ اور جب پہلے ہی قدم پر یہ دعوائے بلا دلیل مان لیا گیا تو منطق سے متعلق یہ کہنا کہاں تک صحیح ہوگا کہ یہ استدلال میں صحت و صواب کی ضامن ہے۔ یا

الذات قانونیۃ تعصمہ مراعاتھا الذہن
ان یذلل فی نکرہ (۱)

یہ ایسا قانونی آگہ ہے جس کو ملحوظ و مرعی رکھنے سے ذہن بغزشِ فکر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) حد کے معنی قولِ حاد (تعریف بیان کرنے والے) کے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ خود اس حاد نے حد کو کیونکر معلوم کیا۔ حد کے توسط سے؟ یا بغیر حد کی منت پذیر یوں کے۔ اگر حد کے توسط سے معلوم کیا ہے تو پھر اس حد کو کسی اور حد کے ذریعے معلوم کیا ہوگا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ حدود یا تو لاناہایت تک وسعت پذیر ہوگا یا کہیں بصورتِ دور ختم ہو جائیگا۔ اور یہ تسلسل و دور کی دونوں صورتیں

بالاتفاق عقلاً ممنوع نہیں۔

(۳) یہ واقعہ تمام اہل علم میں جانا بوجھا ہے کہ مختلف علوم و فنون کے ماہرین بغیر اس کے کہ منطقی تعریف کے جھبیلوں میں پڑیں اپنے اپنے متعلقہ مسائل کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ چنانچہ ایک لغوی اعراب کی بوقلمونیوں کو پہچانتا ہے، ایک طبیب امراض کے اسباب و علامت سے واقف ہے۔ ایک مهندس، ریاضیاتی مناسبتوں سے آشنا ہے، اور ایک صانع اپنے فن کی تفصیلات سے بخوبی آگاہ ہے۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی ارسطو کے سامنے زانوئے تلمذ نہ نہیں کیا۔ اس صورت میں دریافت طلب یہ بات ہے کہ جب حدود سے تعرض کئے بغیر علم و فن کا کارخانہ جاری ہے تو اس کا مصرف کیا رہ جاتا ہے۔

(۴) مسئلہ کا یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ ارسطو سے لے کر اب تک علم و فن کی کوئی ایسی تعریف نہیں پیش کی جاسکتی کہ جو جامع مانع ہو، اور ہر طرح کے اعتراض اور قبیل و قال سے سبراہو۔ حتیٰ کہ انسان کی اس روایتی تعریف پر بھی لوگوں نے اعتراضات کی بوچھاڑ کی ہے کہ یہ حیوانِ ناطق سے تعبیر ہے۔ متاخرین نحویوں نے جب نحو ایسے خالص لسانی فن میں حدود کو داخل کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسم کی بیس سے زیادہ تعریفیں پیش کرنا پڑیں۔ بلکہ بقول ابن الانباری کے یہ سلسلہ ستر تک پہنچتا ہے اور ان میں کی ایک ایک پر جرح و تمغید کی گئی ہے۔ (۱)

یہی حال تنکلیین اور اھولیبوں کا ہے کہ کسی ایک تعریف پر بھی ان کا اتفاق نہیں ہو سکا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان فنون میں ان کے ہاں ”تصدیقات“ کا کوئی ذخیرہ ہی نہیں۔ یا مسائل سے متعلقہ کا کوئی واضح مفہوم یہ لوگ متعین نہیں کر پائے۔ کہنا یہ ہے کہ اگر یہ بات صحیح ہوتی کہ تصورات کا علم صرف حدود ہی کی سنت پذیر یوں پر موقوف ہے تو ان علوم و فنون میں ان لوگوں کی مساعی بالکل بے نتیجہ اور بے ثمر ہونی چاہئیں تمہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منطقی حدود کے بغیر بھی علوم و معارف سے بہرہ مندی ممکن ہے۔

(۵) اسی پہلو کی مزید وضاحت یہ ہے کہ منطقی نقطہ نظر سے تصورِ ماہیت اس چیز پر موقوف ہے کہ حقیقی ہو یعنی جنس و فصل کے دو گونہ عناصر سے ترکیب پذیر ہو۔ اور یہ دونوں عناصر ایسے ہیں کہ ان کی ٹھیک ٹھیک تعیین یا نو استمال لیے ہوئے ہے، یا حد درجہ اشکالات کی حامل ہے۔ لیکن علم و معرفت کی فتوحات ہیں کہ ان کا سلسلہ اس کے باوجود جاری ہے حالانکہ اس دعویٰ کا تقاضا یہی تھا کہ جو لوگ تعریف و حد کی کھکھیڑ میں نہیں پڑتے، وہ علوم و فنون کی برکات سے کلینتہ نہی و امن رہیں۔

(۶) ترکیب و تجزیہ کا یہ عمل جو جنس و فصل سے تعبیر ہے جامع نہیں ہے کیونکہ عقول (INTELLIGENCE) پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا، یعنی اگرچہ ان کی تعریف بھی کی جاتی ہے اور ان کے بارہ میں احکام و مسائل کی تشریح بھی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ تاہم اس بدایتی التزام کو قائم نہیں رکھا جاتا، کہ ان کو جاننے کے لئے جنس و فصل کی باقاعدہ تعیین کی جائے۔

(۷) جب کوئی سامع حد و تعریف پر مشتمل کلمات سے گا تو محسوس کرے گا کہ یہ ایسے الفاظ سے ترکیب پذیر ہیں جن کے مخصوص معانی ہیں کیونکہ اگر اس کو الفاظ و معانی میں رشتہ و تعلق کی جو الگ الگ نوعیت کا فرما ہے اسی کا علم نہیں ہوگا تو بحیثیت مجموعی یہ فہم کلام پر قادر ہو چکا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے اسے روٹی، پانی، زمین اور آسمان وغیرہ کا سمی و معنی معلوم ہونا چاہئے اور پھر ان الفاظ کا جو ان معانی پر دلالت کناں ہیں۔

اب اگر الفاظ کے سماع سے پہلے کوئی شخص ان کے سمی و معنی سے واقف ہے۔ (اگرچہ ان الفاظ سے واقف نہیں ہے کہ جن کو بطور علامت (SYMBOLS) کے استعمال کیا جاتا ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی حقیقت و معنی کا علم سماع الفاظ کا رہن منت نہیں ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ معنی و حقیقت کا تعلق سراسر الفاظ کے سماع سے ہے وہ گویا کھلے بندوں دور کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں قضایا کی شکل یہ ہوگی :-

۱: معنی کا تصور و ادراک الفاظ پر موقوف ہے۔ اور

۲۔ الفاظ سے پہلے معنی و سہمی معلوم ہونا چاہئے۔

(۸) اسی اعتراض کو دوسرے پیرایہ بیان میں یوں بھی ادا کیا جاسکتا ہے کہ حد کا اطلاق قولِ حاد پر کیونکہ ہو سکتا ہے جب کہ الفاظ سے پہلے معانی کا تصور و ادراک ممکن ہے اس لیے کہ متکلم اظہار الفاظ سے پہلے معانی سے بہر حال آگاہ ہوتا ہے اور ٹھیک اسی طرح سامع بھی الفاظ سے پہلے معانی و سمیاتی کا پورا پورا ادراک رکھتا ہے۔

(۹) تمام موجودات جو تصور و ادراک کی گرفت میں آتی ہیں یا تو براہِ راست حواس کی کار فرمایوں کا نتیجہ ہیں۔ جیسے مزہ، رنگ اور ہوا وغیرہ کا احساس اور یا پھر حواس باطنہ کے توسط سے ان کا ادراک ہو پاتا ہے۔ جیسے بھوک، پیاس، محبت، بغض اور لذت و علم وغیرہ کی کیفیات مختلفہ۔

ان سب کیفیات کا علم کبھی تعین کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی اطلاق و عموم کی شکل میں ظاہر ہے کہ علم و ادراک کہ یہ دونوں صورتیں حواس سے حاصل ہوتی ہیں، الفاظ و حروف سے نہیں!!

(۱۰) اعتراض کی قریب قریب اسی نوعیت کو علامہ نے نفیض و معارضہ کے رنگ میں بیان کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ضد کی صحت کو نفیض و معارضہ کی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے۔ نفیض یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً یہ کہہ دے کہ یہ حدِ طرد و عکس کے منطقی پیمانوں کی متحمل نہیں اور معارضہ یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں کسی دوسری حد کو پیش کیا جائے جو نسبتاً زیادہ صحیح ہو، اور اس کے معارض ہو۔

دونوں صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ محدود (جس کی تعریف بیان کی جائے) کا پہلے سے علم ہو۔ اس لئے کہ جب تک شئی محدود کا علم نہیں ہوگا اس پر طرد و عکس یا معارضہ کیونکر عاید کیا جائے گا۔

(۱۱) اس سلسلہ کا آخری اعتراض یہ ہے کہ جہاں تک حکما کا تعلق ہے۔ وہ بغیر کسی اختلاف کے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ تصورات بدیہی ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ صحیح نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بدیہات کی حد تک کم از کم علم حد و تعریف کی منت پذیر یوں سے آزاد ہے، را علم و تصور کا وہ حصہ جو غیر بدیہی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ علی الاطلاق غیر بدیہی ہو۔ اس لئے کہ علم ایک اضافی امر (RELATIVE) ہے چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ ایک ہی شے کا ادراک ایک شخص کے لیے تو مشاہدہ ہو۔ دوسرے کے لیے اس کی حیثیت خبر متواتر کی ہو، اور تیسرے کے نزدیک محض خبر احد۔ علم کے بارہ میں اگر یہ تجربہ درست ہے تو اس میں کوئی استحالہ نہیں کہ جسے آپ غیر بدیہی ٹھہرا رہے ہیں، وہ دوسروں کے نزدیک بدیہی ہو (۱)

غرض علامہ نے حدود سے متعلق اپنی کتابوں میں ایک طویل بحث سپرد قلم کی ہے۔ جس میں بے حد تکرار ہے، حتیٰ کہ جو شخص ان گیارہ اعتراضات پر غور و فکر کرے گا وہ بھی اس حقیقت کو محسوس کیے بغیر نہیں رہے گا کہ ان میں توسیع و اعادہ کی اچھی خاصی مقدار پائی جاتی ہے لیکن اس معاملہ میں علامہ کو اس بنا پر معذور گردانا جاسکتا ہے کہ ان کا انداز ایک خشک فلسفی و حکیم کے بجائے ایک ایسے مبلغ و داعی کا ہے کہ جو صرف اعتراضات کی نشاندہی ہی پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ چاہتا ہے کہ یونانی عقلیات سے متعلق جملہ تنقیدات کو دل کی گہرائیوں میں بھی اتارے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ بار بار ایک ہی مضمون کو الفاظ و پیرایہ بیان کے تنوع کے ساتھ دہراتے چلے جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تکرار و اعادہ کے ضمن میں، علامہ نے نئے نئے پہلوؤں کو نہیں نکھا رہا ہے یا نئے نئے مطالب و نکات کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔

اعتراضات کا منطقی تجزیہ

بہر حال حد و تعریف پر ان کی طویل ترین تنقید کو چار اہم عنوانوں کے تحت سمیٹا جا سکتا ہے۔

(۱) یہ ایک قفسیہ ہے جو صدق و کذب کا متحمل ہے، لہذا اثبات کے لیے دلیل کا طالب ہے۔ حالانکہ تعریف کو بدیہات پر مبنی ہونا چاہیے۔

(۲) جنس قریب یا فصل کے ساتھ پیوستہ جنس کی تعیین سخت دشوار ہے۔ مثلاً جب انسان کی تعریف میں 'حیوان ناطق' کہیں گے تو حیوان کو قریب ترین جنس نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ ذی رملین (دو پاؤں والے) اور ذی ارجل (متعدد پاؤں والے) کے دو خانوں میں تقسیم پذیر ہے۔

(۳) فصل و خاصہ میں کوئی بنیادی امتیاز پایا نہیں جاتا، کیونکہ دونوں طرد و عکس کی میزان میں پورے اترتے ہیں۔ ضاحک (سنہنے والا) بھی اور ناطق بھی۔

(۴) لفظ 'ناطق' سے منطقی جنس کو عرض ذاتی سمجھتے ہیں۔ اور فصل و ممیز سے تعبیر کرتے ہیں۔ کسی نئی حقیقت پر قطعی روشنی نہیں پڑتی، بلکہ یہ وہی جانی بوجھی شے ہے جو پہلے سے انسان کے مفہوم میں داخل تھی۔ منطقیوں نے صرف یہ کیا ہے کہ اس کے لیے ایک مستعین اصطلاح وضع کر لی ہے اور بس۔

نقد و جرح کے اس انداز سے اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ علامہ حدود و تعریفات کی افادیت کے کسی درجے میں بھی قابل نہیں۔ انہوں نے جا بجا اس غلط فہمی کی تردید کی ہے ان کا کہنا صرف یہ ہے کہ اس سے کسی چیز کی کہنہ و حقیقت کا ادراک نہیں ہو پاتا۔ رہا یہ فائدہ کہ اس سے ایک گونہ تمیز حاصل ہوتا ہے اور اجمال کے کسی گوشے نکھرتے اور واضح ہوتے ہیں تو اس کا انہوں نے کبھی انکار نہیں کیا۔

علامہ کا کہنا ہے کہ تعریفات و حدود کا کسی شے کی کہنہ و حقیقت پر دلالت کناں نہ

ہونے کا نقص ایسا واضح و بین ہے کہ رازی، فارابی اور ابن سینا ایسے یونانیتوں کے پرستاروں سے بھی یہ پوشیدہ نہیں رہ سکا۔ چنانچہ ان کو بھی منکلبین کے ہم نوا ہو کر اعتراف کرنا پڑا۔ کہ اس کی افادیت کے دائرے، تمیز و معرفت سے آگے نہیں بڑھ پاتے۔^(۱)

علم و فن کے ساتھ نا انصافی ہوگی اگر ہم اس مرحلہ پر ان اعتراضات چارگانہ کی منطقی اہمیت کا جائزہ نہ لیں اور یہ نہ بتائیں کہ ان میں کون کون صحت و ثواب کا حامل ہے اور کون ایسا ہے کہ جس میں قیل و قال کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

آئیے علی الترتیب ان اعتراضات کو غور و فکر کا ہدف ٹھہرائیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ تعریف یا قول حاد چونکہ دعویٰ میں قضیبہ ہے، جو صدق و کذب کا متحمل ہے لہذا بدیہی نہ ہوا۔ اور جب بدیہی نہ ہوا تو اس سے تعریف کا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔

اعتراض بظاہر وزنی ہے، بالخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ تعریفات کا دامن بوقلموں دعاوی کو گھیرے ہوئے ہے۔ لیکن اس میں صحیح معنوں میں وزن و ثقل اسی وقت اُبھرتا ہے جب اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ہر ہر قضیبہ کے مشمولات صدق و کذب کے دو گونہ پہلوؤں کے حامل ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں۔ کتنے ہی ایسے قضایا میں جو بد بیات و مسلمات پر مبنی ہیں۔ مثلاً ”دو اور دو ہمیشہ چار ہوتے ہیں۔ مثلث تین زاویوں سے ترکیب پذیر ہے۔“ اجتماع نفعین محال ہے“ یا دور قبل متبع ہے یہ سب اپنی صورت (FORM) کے لحاظ سے صدق و کذب کے احتمالات سے مبرا ہیں۔ ہاں اگر کہیں کہیں مشمولات کے بدیہی ہونے

(۱) دیکھیے ارد علی المنطقیین ص ۳۱، ص ۳۲، ص ۳۳، اسی حقیقت کا اعتراف انیسویں صدی عیسوی میں ہمیں مل کی تحریروں میں ملتا ہے اس نے ”حدود“ کو منکلبین کی طرح اسما سے زیادہ اہمیت نہیں دی، اور اس سلسلہ میں حقیقی حدود اور غیر حقیقی حدود کے امتیاز کو بھی بے معنی قرار دیا ہے۔ دیکھیے ڈویلپمنٹ آف لاجک ص ۳۴

کو مان لیا جائے، تو اس کی وسعتوں کے پیش نظر یہ کہنا درست ہوگا کہ یہ چونکہ نہ ایک دعویٰ ہے لہذا ثبوت چاہتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی بیان کو محض اس بنا پر مسلمہ نہیں قرار دیا جائیگا کہ یہ تعریف وحدہ کے ضمن میں آتا ہے۔

دوسرا اعتراض اس حقیقت کا غماز ہے کہ قریب ترین جنس کی تعیین دشوار ہے۔ اتنا اعتراض صحیح ہے، مگر یہ اس کے حق میں مضر نہیں اس لئے کہ جنس کے ذکر سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ سامع متاثرات کے قریب قریب پہنچ جائے۔ اصل شے جس سے پورا پورا وضوح وتمیز حاصل ہوتا ہے وہ تو بہر حال فصل ہے جس کا ذکر اس کے بعد آتا ہے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ فصل و خاصہ میں کوئی بنیادی فرق پایا نہیں جاتا۔ بنیادی فرق سے اگر یہ مراد ہے کہ طرد و عکس کی ترازو میں دونوں پورے اترتے ہیں تو اعتراض بلاشبہ صحیح ہے لیکن اگر یہ مقصود ہے کہ ان دونوں میں عقل و خرد کے نقطہ نظر میں کوئی نمایاں فرق نہیں تو یہ غلط ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ناطق و ضاحک میں ان معنوں میں ضرورتاً فرق پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی حیوان ضاحک نہیں ہے تو وہ ناطق بھی نہیں ہے، اور اگر ضاحک ہے تو اس پر ناطق کا بھی قطعی اطلاق ہوگا۔ لیکن ہم یہ نہیں مانتے کہ ان دونوں میں جو فرق ہے وہ عقلی نہیں ہے۔

چوتھا اعتراض بہت وزنی ہے، ناطق کہہ دینے سے سطح ذہن پر فی الحقیقت کوئی نئی حقیقت جلوہ گر نہیں ہوتی، بلکہ وہی کچھ وضوح و تعیین اختیار کرتا ہے جو پہلے سے انسان کے تصور میں داخل ہے۔

حکماء مغرب اور حدود و تعریفات کی حیثیت

حدود و تعریفات پر نقد و تبصرہ کی بحث نا تمام اور تشنہ رہے گی، اگر ہم اس کے مقابلہ میں حکماء مغرب کے تنقیدی افکار کو پیش نہ کریں انہیں دیکھیں اور بتائیے کہ ان کی جولانی و طبع نے کیا کیا جدت طرازی کی ہے؟ اور علامہ ابن تیمیہ نے اس سلسلہ میں احتساب و تبصرہ کے پیمانوں کو جن بلند یوں تک اچھال دیا تھا یہ ان سے کتنا آگے بڑھ پائے ہیں۔

قابل غور چیز یہ ہے کہ لاک (LOCK) نے اس طنز سے کس طرف طرازی کا ثبوت دیا ہے کہ ارسطو سے پہلے کیا لوگ انسان کو دو ٹانگوں پر چلنے والا حیوان ہی سمجھتے تھے کہ اس نے آکر اس غلط فہمی کو دور کیا۔ اور کہا کہ یہ حیوان ناطق سے تعبیر ہے (۱) کیا یہ طنز کی صورت میں وہی پیش پا افتادہ نکتہ نہیں جس کو ابن تیمیہ کے قلم رنگین نے کئی کئی انداز سے لکھا اور واضح کیا ہے۔

اسی طرح پورٹ رائل لاجک (PORT ROYAL LOGIC) کے مصنف جب یہ کہتے ہیں کہ تعریف صرف اس تصور کو اُجاگر کرتی ہے جو پہلے سے الفاظ معارفہ کے ساتھ وابستہ ہے تو وہ کونسی نئی بات کہتے ہیں۔

لابینرڈ (LEIBNIZ) کی اس تنقید میں بھی کیا پانچ پہناں ہے کہ تعریف صرف اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ شے محدود کسی تناقض سے دوچار نہیں ہے، یعنی یہ کہ یہ ممکن ہے۔

سیکاری (SACCHERI) نے یہ کہہ کر امکان کی مزید وضاحت کی ہے کہ ”تعریف“ چونکہ شے محدود کے امکان کو واضح کرتی ہے۔ لہذا اس امکان کو مرتبہ اثبات پر بھی فائز ہونا چاہئے۔ غور فرمائیے یہ علامہ کے اسی پہلے اعتراض کی حد لے باز گشت نہیں ہے کہ تعریف ایک حقیقت ہے جو صدق و کذب کی متحمل ہے۔ لہذا اسے دلیل و برہان کی منت پذیر یوں سے آزاد نہیں گردانا جاسکتا۔

شکلیمین اسلام اور علامہ ابن تیمیہ کی کاوش فکری نے آخر آخر جو فیصلہ صادر فرمایا وہ یہ تھا کہ تعریفات و حدود کا معاملہ دلالت اسماء سے مختلف نہیں ہے۔ بعینہ مل نے بھی باندا زد دیگر یہی کہا ہے کہ تعریف بہر حال ایک اصطلاح ہے، اور اصطلاحوں کی تشریح و توضیح جس ڈھنگ سے ہوتی ہے، اسی اسلوب سے تعریف کی تشریح و توضیح ہونا چاہئے۔

فریگ (FREGE) نے ان سے البتہ مختلف روش اختیار کی ہے۔ اس نے کھل کر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ استدلال و قیاس کی طرح تعریفات میں بھی ابھر سکتا ہے اور پھر اس منفی انداز تنقید ہی پر اس نے اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آگے بڑھ کر ایسے سات اصولوں کی بھی وضاحت کی ہے کہ جن کو ملحوظ و مرعی رکھنے سے انسان سلفے سے دامن کشاں رہ سکتا ہے۔ (۱)

مقولات یا وجود ہستی کے پیمانے

کیا یہ دس ہی میں منحصر ہیں۔ مقولات (CATEGORIES) کے ارسطاطالیسی تصور پر کبھی علامہ نے جرح کی ہے مگر اس جرح کا دائرہ زیادہ وسیع نہیں ہو پایا۔ ان کی رائے میں وجود کائنات کی بوقلمونیوں کو صرف ان دس ہی اجناس میں منحصر نہیں مانا جاسکتا۔

لا دلیل لہم علیٰ حصص اقسام الوجود فی اتباع ارسطو کے پاس اقام وجود کو مقولات عشر المقولات العشر (۲) میں منحصر اور سمٹا ہوا ملنے پر کوئی دلیل نہیں۔

علامہ نے اس بارہ میں ارسطو کے ملنے والوں کے اس اختلاف کو بھی نقل کیا ہے۔

جعلها بعضهم خمسة وبعضهم ثلاثة
بعض نے ان اجناس کو پانچ قرار دیا ہے، اور
بعض نے ان میں ہی کی وضاحت کی ہے۔ کم،
الکم، والکیف، والاضافة (۳)

کیف اور اضافت

مقولات عشر کی تفصیل یہ ہے۔۔۔ حور، تم، کیف، اضافت، این، متی، وضع، ملک
فعل، انفعال۔

ایک ستم ظریف نے ان سب کو اس بند میں جمع کر دیا ہے۔

(۱) ان امور کی وضاحت کے لئے دیکھئے ڈویلپمنٹ آف لاجک ص ۳۳۴، ۳۱۶، ۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲

زید الطویل الاسود ابن مالک فی داسرہ بالاسس کان یتکی

فی یدہ سہیف لضاہ فان تضیٰ فہذہ عشر مقولات سوی

زید بن مالک جو دراز قد اور سیاہ رنگ کا انسان ہے۔ کل اپنے گھر میں ٹیک لگاتے ہوئے تھا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، جس کو اس نے میان سے باہر نکالا، اور وہ باہر نکل آئی۔

یعنی زید جو سر ہے، طویل یا دراز قد کم ہے، ابن مالک اصنافت ہے۔ اپنے گھر میں مکان و ابن کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ ہیں ٹھیک ٹھیک دس مقولات - (CATEGORIES)

ارسطو نے اور جانوں میں جہاں الفاظ کی بحث کی ہے وہاں یہ بتایا ہے کہ میان و اظہار

کے یہ علامت (SYMBOLS) دو قسم کے ہیں ایک سادہ یا بسیط

(SIMPLE) دوسرے مرکب (COMPOUND) پھر سادہ الفاظ کو دلالت و معنی کے اعتبار سے ان دس مقولات میں تقسیم کیا ہے۔ بحث کی ان تفصیلات کے لئے اور جانوں کی فصل پنجم و ہشتم کو غور سے پڑھنا چاہئے۔

ان میں ایک طرح کا ابہام پایا جاتا ہے

مقولات کے سلسلہ میں جدید حکما نے ایک خاص ابہام (AMBIGUITY) کی

طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ارسطو کی تصریحات سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا کہ آیا اس کا منشاء ان الفاظ و علامت کی تشریح کرنا ہے۔ جن کا تعلق اقسام وجود سے ہے یا یہ براہ راست ان اقسام وجود کی وضاحت و تشریح کرنا چاہتا ہے۔

پہلی صورت میں تو بلاشبہ مقولات کا تعلق منطق سے قائم رہتا ہے۔ لیکن اگر اس کا منشا

یہ ہے کہ موجودات (OBJECTS) کی تشریح کرے تو پھر یہ مسئلہ خالص منطق کا نہیں

رہتا۔ بلکہ مابعد الطبیعیات (METAPHYSICS) کا ہو جاتا ہے۔

اور جانوں کے مطالب پر جن لوگوں نے غور و فکر کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مقولات

سے ارسطو کا مقصد بیک وقت مسئلہ کے ان دو پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے۔ اس پہلو کو بھی جس کا تعلق الفاظ و علامت سے ہے اور اس پہلو کو بھی کہ جس کا تعلق اقسام و وجود سے ہے کیونکہ اس کا پتہ اصلی افلاطون کا نظریہ مثل (Forms) اور مقولات کی تشریح و وضاحت سے ارسطو یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ نظریہ حد سے زیادہ فکری سادگی (OVER-SIMPLIFICATION) لئے ہوئے ہے اس لئے کہ یہ نظریہ اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ انسان، فرس، میز اور کرسی وغیرہ تحقق و وجود محض بسیط صورتیں ہیں، جو حقیقی و مطمحی (IDEAL) اشیا کا پرتویا انعکاس ہیں، حالانکہ جہاں تک وجود کے ان سانچوں کا تعلق ہے جن کو ہم مقولات سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان میں ڈھل کر یہ یہ مفرد بسیط حقائق کئی کئی رنگ اختیار کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس صورت میں ایک حقیقت ہی نہیں رہتی بلکہ مختلف حقائق میں بدل جاتی ہے۔ مثلاً ایک طویل القامت انسان، سیاہ رنگ کے انسان سے مختلف ہے، سیاہ رنگ کا انسان، زمان، مکان کے اختلاف سے ان تینوں سے جدا شخصیت کا مالک ہے۔ اسی طرح اصناف فعل اور انفعال سے وجود کی نوعیت پر اثر پڑتا ہے۔ ارسطو دراصل یہ کہنا چاہتا ہے کہ وجود و تحقق کا یہ سارا کارخانہ صرف بسائط ہی پر مشتمل نہیں ہے کہ ان میں ہر ایک کو ظل یا پرتو سے تعبیر کر لیا جائے اور ان کی اصل صورت کو مثال کہہ لیا جائے، بلکہ یہاں یہ دس ایسے سلچے یا دس ایسے شرائط وجود ہیں کہ جن میں ہر اس شے کو ڈھلنا ہے جو تحقق و ثبات کی سطح پر ابھرنا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح ایک شے، ایک ہی شے نہیں رہتی، بلکہ گونا گوں تنوع کی حامل بن جاتی ہے۔

علامہ نے اپنی تصنیفات میں مقولات کے اس کمزور پہلو پر روشنی نہیں ڈالی۔ اور

اس ابہام کو جرح و تنقید کا ہدف نہیں ٹھہرایا۔